حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

پیکر علم وعمل

شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ

جامع الصفات شخصیت کی رحلت: بقیۃ السلف عظیم محقق قرون اولیٰ کی سادگی کا عظیم نمونہ عجز وانکساری کا پیکر، صحیح اسلامی فکر وعقیدہ کی تشریح کرنے والے دانائے راز علم وعمل وعشق عابد وزاہد وشب زندہ دار صاحب طرز ادیب، مسلک دیوبند کے ترجمان، ایشیاء کی عظیم اسلامی درسگاہ دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ، مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ منگل کی شب تقریباً ڈیڑھ بجے ۹رجمادی الاول ۱۴۳۰ھ بمطابق ۵رمئی ۲۰۰۹ء کو ۹۸ برس کی عمر میں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. اللھم اغفرہ واجعل قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ۔ آپؒ کے سانحہ ارتحال پر ایک دور وعہد کا خاتمہ ہوا ہے۔ یہ سانحہ کسی ایک فرد، خاندان، جماعت اور ملک وقوم کا نقصان نہیں بلکہ پوری انسانیت اور عالم کا خسارہ اور نقصان ہے۔

وما کان قیس ھلکہ ھلک واحد ولکنہ بنیان قوم تھدما

قیس کی ہلاکت تنہا اس کی ہلاکت نہیں بلکہ اس سے قوم کی بنیادیں لرز اٹھیں۔

مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے بجا فرمایا کہ یورپ اور دنیائے جدید میں جو کام ایک اکیڈمی انجام دیتی ہے۔ برصغیر (پاک وہند) میں وہ ایک آدمی تن تنہا کرتا ہے۔ مولانا صفدرؒ نے بھی اپنی حیات میں ایک نہیں بلکہ کئی اکیڈمیوں سے زیادہ کام کیا۔ وہ ایک عظیم نظام زندگی، بلند نصب العین اور مسلسل جدوجہد کا مظہر تھے۔ اقبال کے الفاظ میں وہ اس شعر کی صحیح تصویر تھے۔ نگہ بلند سخن دلنواز جاں پُرسوز یہی ہے رخت سفر میرِ کارواں کے لئے

گکھڑ منڈی جہاں آپؒ نے اپنی زندگی کی ۶۶ (چھیاسٹھ) بہاریں گزاریں، نے اپنی زندگی میں بے شمار علماء دیکھے ہوں گے لیکن ایسا جامع کمالات عالم شاید ہی کہ دیکھا ہو؟ آپؒ کی وفات کی الم انگیز خبر حقانیہ کے دفتر اہتمام میں ایک استاد نے دی تو دل ودماغ نے ماننے سے انکار کیا۔ تاہم موت ایک ایسی وادی ہے جس سے ہر ایک کو گزرنا ہے اور اسی پر ہمارا عقیدہ وایمان ہے۔ آئے روز کسی نہ کسی علم وفضل کے آفتاب وماہتاب کے غروب ہونے پر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو علم وفضل کی بستیاں ویران ہوجائیں گی۔

وفات سے چند دن قبل آپؒ کی مولانا سمیع الحق مدظلہ کیساتھ خصوصی مشاورت وپیغام: شیخ الحدیث حضرت

مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے ساتھ آپ کا ربط و تعلق کافی پرانا اور گہرا تھا۔ وفات سے تین ہفتے قبل عالم اسلام اور پاکستان کی موجودہ پریشان کن اور کشیدہ حالات پر مولانا سمیع الحق مدظلہ کو اپنے ہاں مشاورت کیلئے خصوصی طور پر بلایا اور جگر سوزی اور جھنجلاہٹ کے عالم میں فرمایا کہ اسلام اور پاکستان کو اس وقت بچانے کی ضرورت ہے۔ اس کیلئے آپ آگے بڑھیں اور سب جماعتوں کو متحد کریں۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اس موقع پر کہا کہ میں ہمیشہ اتحاد و وحدت کی کوششیں کرتا ہوں لیکن بعض عناصر اپنے مفادات کے حصول اور اس کے توڑنے کے درپے ہوتے ہیں۔ اس پر آپؒ نے فرمایا کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ اسلام اور مسلک کی کوئی خدمت نہیں کرتے۔ کفری طاقتوں کی بڑھتی ہوئی یلغار کے سامنے مقابلہ متحد ہو کر ہی کیا جاسکتا ہے۔ گویا امام اہل سنتؒ کی نظر موجودہ پریشان اور ناگفتہ بہ حالات میں مولانا سمیع الحق مدظلہ پر مرکوز تھی۔ اس ملاقات کے بعد سرحد اور خاص کر سوات کے حالات کی بہتری کے لئے مولانا سمیع الحق جب مولانا صوفی محمد سے ملاقات کے لئے پہنچے تو اس موقع پر وہاں بھی مولانا صفدرؒ کا فون آیا اور ان مساعی پر خبر ہو کر خوشی سے کھلکھلا اٹھے اور تائید کے ساتھ ساتھ دعائیں دیں۔

آپؒ سے راقم کی اولین شناسائی ان کی کتابوں اور پُر مغز و پر تاثیر تصنیفات کے ذریعہ ۱۹۹۰ء میں ہوئی۔ ابتداً احقر نے جدِ محترم شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے ذاتی کتب خانے سے آپؒ کی ایک تحقیقی کتاب "الکلام المفید فی اثبات التقلید" حاصل کی، اور اسے پڑھنا شروع کیا اگرچہ کم استعدادی اور کم سوادی کے باعث اس وقت کماحقہ استفادہ نہ کرسکا تاہم مؤلف موصوف کی عظمت، کمال قوت استدلال، اندازِ بیان اور طرز تحریر سے واقفیت، پائی جو آئندہ زندگی میں دل و دماغ پر ثبت ہوئی۔ اس کے بعد آپ کی ایک کتاب ''مقام ابی حنیفہ'' سے استفادہ کیا، یہ کتاب دراصل نتائج التقلید نامی کتاب کی رَد میں لکھی گئی جس میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کا علمی و عملی مقام بیان کرنے کے علاوہ ان پر کئے گئے اعتراضات کے ٹھوس اور مسکت جوابات بھی دیئے گئے۔ اور پھر آپؒ کی کتاب ''تسکین الصدور'' جس میں برزخی اور قبر کی زندگی کے بارے میں مدلل بحث کی گئی ہے، جس پر حضرت شیخ الحدیثؒ کے بھی تقریظی تاثرات رقم ہیں دیکھی اور یوں قلبی و روحانی تعلق بڑھتا گیا۔ معمولی تغیر کے ساتھ کہوں گا کہ ع ''عشق'' بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

<u>اولین ملاقات اور خصوصی توجہ و شفقت:</u> ان کتابوں کے مطالعے نے حضرت کے ساتھ ملاقات کرنے پر برانگیختہ کیا اور پہلی دفعہ بالمشافہ زیارت اور قدم بوسی کے لئے تقریباً ۱۴ برس قبل آپ کے گھر واقع گکھڑ حاضری کیلئے پہنچا۔ وہ پہلی ملاقات آج تک دل و دماغ پر گہرے نقوش چھوڑ گئی۔ آپ نے شفقت و محبت کی انتہاء فرمائی، رات اپنی بیٹھک میں ٹھہرایا، جہاں باوجود عظمت علوشان، کثرت مشاغل اور تدریسی مصروفیات کے باوجود کئی گھنٹوں تک خود تشریف فرما رہے اور رات کا کھانا اپنے دست مبارک سے لاکر ناچیز کے سامنے رکھا اور پھر ساتھ بیٹھ کر کھلایا۔ صبح ناشتے کے موقع پر بھی اصاغر پروری کا عظیم نمونہ پیش کرتے ہوئے خصوصی توجہ سے نوازا۔ اولئک اباءی فجئنی بمثلھم اذا

جمعتنا یا جریر المجامع

دیوبند سے فراغت اور گکھڑ منڈی میں سکونت: اس ملاقات میں احقر نے پوچھا کہ آپ کا تعلق تو آبائی طور پر ہزارہ سے ہے گکھڑ میں آپ کس طرح بس گئے؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ دیوبند سے واپسی پر دوران سفر یہاں سے گزر ہوا تو نماز کے لئے رکا اور امامت کی۔ جس پر مقامی لوگوں نے متاثر ہو کر مجھے یہاں ٹھہرنے اور خطابت کرنے کی دعوت دی جسے میں نے قبول کیا اور یوں گکھڑ میرا مسکن بن گیا۔ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ۱۹۴۱ء میں فراغت پائی۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارے ارشادات سے نوازا۔ افسوس کہ وہ قلمبند نہ کر سکا۔

شرف تلمذ اور اجازتِ حدیث: دوسری مرتبہ یکم شعبان ۱۴۲۰ھ کو دورہ حدیث سے فراغت پانے کے بعد اجازت حدیث حاصل کرنے کے لئے آپ کی قدم بوسی کی۔ اس موقع پر میرے ہمراہ مولانا افتخار صدیقی بھی تھے۔ میں نے اجازتِ حدیث کی درخواست کی تو آپ نے بخاری شریف کی پہلی اور آخری روایت مع سند کے پڑھنے کے لئے فرمایا اور میں نے قراءت علی الشیخ کیا' ایک آدھ مقام پر عبارت کی تصحیح بھی فرمائی اور یوں احقر کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ آپ نے اپنی سندِ اجازہ بھی مرحمت فرمائی اور اس پر اپنے دستِ مبارک سے دستخط فرمائے۔ ایک دفعہ بروز پیر ۱۸/شعبان ۱۴۲۲ھ بمطابق ۵ نومبر ۲۰۰۱ء کو رائیونڈ کے اجتماع سے واپسی پر رفیق سفر دلشاد علی خان ایڈووکیٹ کے ساتھ زیارت کیلئے حاضر خدمت ہوا۔ آپ پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ جس کا اثر بدن میں بائیں طرف زیادہ تھا۔ اس موقع پر ہمیں آپ کے کمرے میں ایک گھنٹہ تک مستفید ہونے کا موقع ملا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے اکابر نے ہمیشہ افراط و تفریط سے بچ کر کام کیا۔ خیر الامور اوسطھا پر عمل پیرا ہوتے۔ اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹتا تھا۔

تصویر سازی بیمہ زندگی اور پیشہ وکالت کے بارے میں ارشادات: دوران ملاقات کچھ اور مہمان بھی آئے۔ ایک شخص سے آپ نے پوچھا کہ کیا مشغلہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ فوٹو گرافر ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کام جائز نہیں ہے اگرچہ آپ بامر مجبوری یہ کام کرتے ہو لیکن یہ یاد رکھو کہ اسے جائز کبھی مت سمجھو۔ میرے رفیق سفر سے پیشے کے بارے میں پوچھا تو اس نے اسٹیٹ لائف میں ملازمت کا کہا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بیمہ کا کام بالکل چھوڑ دو یہ قطعاً ناجائز اور حرام ہے۔ میرے ساتھی نے کہا کہ میں نے وکالت کی تعلیم بھی حاصل کی ہے تو اس پر آپ نے فرمایا کہ وکالت کا کام بھی کچھ زیادہ اچھا تو نہیں۔ تاہم اگر احتیاط پیش نظر ہو تو پھر صحیح ہے۔ بعض علماء نے اس کو مختلف فیہ قرار دیا ہے۔ اور پھر تالیف قلب کے لئے فرمایا کہ اگر اختلاف کو دیکھا جائے تو پھر تو عیسائی خدا کے بارے میں اختلاف کے شکار ہیں۔ احقر نے علم و عمل کے لئے تعویذ کی درخواست کی تو آپ نے لکھ کر دوسرے کاغذ میں لپیٹ کر مرحمت فرمایا۔ میں نے آپ کی عمر کے بارے میں سوال کیا کہ تو فرمایا کہ قمری اعتبار سے ۹۰ سال پورے ہو چکے ہیں اور ایک اوپر چل

رہا ہے۔ جبکہ شمسی اعتبار سے ۸۸ برس ہے۔ دوران گفتگو حضرت مولانا مفتی محمد فرید دامت برکاتہم کا ذکر خیر ہوا تو آپ نے ان کی شفاء کے لئے دعا فرمائی اور کہا کہ عمر کے لحاظ سے وہ مجھ سے کافی چھوٹے ہیں۔ آپ کی بیماری اور فالج کے بارے میں ذکر ہوا تو فرمایا کہ اثر بہت زیادہ ہے اور جس سے بے حسی بھی بڑھ رہی ہے' کمزوری بھی محسوس کرتا ہوں' ہر قسم کا علاج کیا مگر فائدہ کم ہی ہوتا ہے۔

نصیحت اور تحریر کلمات خیر: اس مجلس کے اختتام پر احقر نے عرض کیا کہ کوئی نصیحت فرمائیے۔ تو آپ نے فرمایا کہ جس کام (دین اور علوم دینیہ) میں لگے ہوا اس سے بڑھ کر کوئی کام نہیں۔ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ خیر کم من تعلم القرآن و علمہ علوم دینیہ قرآن کے خادم علوم ہیں۔ انکے بدون قرآن کا سمجھنا اور سمجھانا ناممکن ہے۔ تو اسلئے ان علوم کا حکم بھی قرآن کی مانند ہے۔ حضرت کی شفقت و محبت کے پیش نظر جرات کر کے عرض کی کہ کاغذ پر کچھ کلمات خیر و نصیحت تحریر فرمائیے تو آپ نے لکھا وکن ارضاً لیبنبت فیک وردہ فان الورد منبعہ تراب

(زمین بن جاؤ تا کہ پھول کھلاؤ اسلئے کہ پھول اُگانے والی مٹی ہی ہوتی ہے یعنی تواضع و عجز و انکساری اختیار کرنا مراد ہے)

ہمیشہ آخرت اور قبر کو پیش نظر رکھیئے اور دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ واللہ الموفق

العبد الضعیف ابوالزاہد محمد سرفراز عفی عنہ (۱۸/شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ/۴/نومبر ۲۰۰۱ء)

نماز جنازہ میں شرکت: آپکی وفات کی خبر ملتے ہی جنازہ میں شرکت کا ارادہ کیا۔ دارالعلوم حقانیہ سے ایک وفد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی قیادت میں روانہ ہوا جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا شیر علی شاہ' شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق' حضرت مولانا حامد الحق' حضرت مولانا سید یوسف شاہ' مولانا سلمان الحق' مولانا سید احمد شاہ اور احقر شامل تھے۔ چھ گھنٹے کے طویل سفر کے بعد گکھڑ پہنچے تو ٹریفک پہلے سے جام تھا۔ دوران سفر جنازہ میں شرکت کیلئے دور دراز سے جمعیت علماء اسلام کے وفود کی رسیدگی کی اطلاعات مولانا سمیع الحق کو موبائل پر موصول ہوتی رہیں۔ ایک گھنٹہ کی جدوجہد اور کوشش کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول گکھڑ کے اس میدان میں پہنچ پائے جہاں لاکھوں افراد حضرتؒ کے آخری دیدار اور جنازہ کیلئے جمع تھے۔ کافی دھکم پیل کے بعد سٹیج تک پہنچے جہاں مولانا زاہد الراشدی انکے دیگر برادران صاحبان اور اسٹیج پر موجود علماء کرام سے تعزیت کرنے کے بعد مجمع عام کے سامنے مولانا سمیع الحق نے مختصر تعزیتی کلمات بیان فرمائے۔ مولانا صفدرؒ کا جسد اطہر سٹیج کے سامنے رکھا ہوا تھا' ان کے چہرے پر نورانیت اور اطمینان کی عجیب کیفیت ہر کوئی ملاحظہ کر رہا تھا۔ ہائی سکول کا وسیع و عریض میدان اور اس کے اردگرد تمام سڑکیں بھری ہوئیں تھیں۔ نماز جنازہ آپکے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا زاہد الراشدی نے پڑھائی۔ اژدہام کے باعث بہت سارے لوگ نماز جنازہ میں شرکت سے محروم ہوگئے۔ گوجرانوالہ کی تاریخ میں ایسا جنازہ پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ واپسی پر جی ٹی روڈ رش کی وجہ سے تین گھنٹے تک بلاک رہا۔

مولانا مرحوم کا مختصر سوانحی خاکہ: آپ کی پیدائش ۱۹۱۴ء کو ڈھکی چیڑاں داخلی کڑمنگ بالا مانسہرہ ہزارہ

میں جناب نور احمد خان ولد گل احمد خان مرحوم کے گھر میں ہوئی ۔ والدہ کا سایہ بچپن ہی میں سر سے اٹھ گیا۔ آپ کے والد مرحوم کو آپ کی تعلیم کی بے حد فکر رہتی ۔ تیرہ برس کی عمر میں ۱۹۲۷ء میں پھوپھی زاد بھائی کے ہمراہ سکول میں داخل کر دیا۔ چند جماعتیں پڑھنے کے بعد مولانا غلام غوث ہزاروی کے قائم کردہ مدرسہ ''اصلاح الرسوم'' سے دینی تعلیم کا آغاز کیا۔ ۱۹۳۱ء میں آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد خانپور' مصری شاہ لاہور' مرہانہ ڈسکہ سے ہوتے ہوئے وڈالہ سندھواں ضلع سیالکوٹ پہنچے۔ جہاں دو سال تک پڑھتے رہے۔ پھر مزید تعلیم کے لئے گوجرانوالہ کی قدیم دینی درسگاہ مدرسہ انوار العلوم میں حضرت مولانا عبدالقدیر صاحبؒ فاضل دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ موقوف علیہ تک کی کتابیں ان کے پاس پڑھیں۔ حصول علم کے لئے جو صعوبتیں' شدائد آپ نے برداشت کیں اور جن سخت حالات کا آپ کو سامنا کرنا پڑا وہ آپ کی زندگی کا علیحدہ و مستقل باب ہے ۔ دورۂ حدیث شریف کیلئے دارالعلوم دیوبند اپنے بھائی کے ہمراہ پہنچے۔ جہاں ۱۹۴۱ء کو سندِ فراغت حاصل کی۔ جوش و خروش' تقریری و تحریری شہرت اور خداداد صلاحیتیوں کی بنیاد پر آپ کو دارالعلوم دیوبند میں طلباء تنظیم کی صدارت سونپی گئی۔ تفسیر قرآن میں حضرت مولانا حسین علیؒ کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز تھے ۔ تدریسی زندگی کا آغاز مدرسہ انوار العلوم سے کیا۔ ۹/ جولائی ۱۹۴۳ء کو چودھری حاجی فخر الدین اور جناب ماسٹر کرم الدین کی دعوت پر آپ گکھڑ کی جامع مسجد بوہڑ والی کی خطابت کے منصب پر فائز ہوئے ۔ اور یہاں درس نظامی شروع کر دی اور یہ سلسلہ تیرہ چودہ برس تک یہاں جاری رہا۔ شوال ۱۳۷۴ھ کو آپ کا تقرر مدرسہ نصرۃ العلوم میں ہوا۔ جہاں نصف صدی تک آپ حدیث و تفسیر او علوم دینیہ کی روشنی بکھیرتے رہے۔ ہزاروں تشنگان علم نے آپ سے علمی پیاس بجھائی۔ آپ کے تلامذہ نہ صرف پاکستان بلکہ اطراف عالم میں علمی و دینی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ نے پانچ درجن سے زائد متوسط و ضخیم مستند و تحقیقی کتب تصنیف فرمائیں۔ عصر حاضر میں اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف اٹھنے والی ہر سازش کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اہل سنت و الجماعت کی نمائندگی اور توضیح و دفاع میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ان خدمات کی بدولت آپ امام اہل سنت کے لقب سے مشہور ہوئے ۔ قومی و ملی و مذہبی تحریکات میں بھی بھرپور قائدانہ کردار ادا کیا۔ تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران ہر قسم کے مصائب و تکالیف برداشت کیں۔ ۲۴ مئی ۱۹۴۵ء کو عقد ازدواج میں منسلک ہوئے ۔ دوسری شادی ۳۰ مارچ ۱۹۵۲ء کو ہوئی۔ آپ گزشتہ ۹ برس سے علیل تھے تاہم آپ کی علمی و دینی دلچسپی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ بینائی کی کمزوری کی وجہ سے کتابیں پڑھنے سے عاجز ہوگئے تو اس کی سماعت دوسروں سے فرماتے ۔ آپ کے گھر پر روزانہ درجنوں افراد ملاقات کے لئے حاضر ہوتے' ہر ایک سے باوجود ضعف و نقاہت کے خندہ پیشانی اور خوش روئی سے ملتے اور کسی مہمان کو ضیافت کے بغیر نہ چھوڑتے ۔ افسوس کہ آج وہ ہم میں نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں بہترین مقامات قرب و رضا سے نوازے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے ۔ امین ۔

وما دام ذکر العبد بالفضل باقیا فذاک حی وھو فی التراب ھالک